

دست خوبستہ صد بناسم میام پنے خودستہ صد خار جہای ہم

دریگر

ہمیشہ تاکہ جہانت در جہاں باشی ہزار سالہ شوی پرو نوجواں باشی
بحسن یوسفی و در کمال خورشیدی تزارسد کہ تو ہمسر آسماں باشی
بہتر و سرونہ از روز کار و آل بود بکار کوشش کہ سالار کار و آل باشی
حدیث دودہ تو دہستان بل و سخاست چناں مکن کہ تو پایاں استاں باشی
ز جوش جذبہ یکتائی تو می ترسم مہباد خاتم یک نسل سرور و آل باشی
بر مفرگفتہ ام این نکتہ را پیاس آوہ اگر رسی تو باں نکتہ نکتہ و آل باشی

دعائے محوی و خستہ از خدا است

کہ شاد باشی بانام و بانشاں باشی

خیر مقدم نواب میر یوسف علیخان سالار جنگ بہادر و ہم اقبالہ
در عشایرہ بن طلبایے قدیم علیگڑہ ۱۲۵۲ ق ۱۹۴۳ م

دل پر از ہر و وفا و اریم ما رخسے انخواں لصفاداریم ما

عہ اس نظم کے واقعات یہ ہیں کہ ایک دن محی میر شاہی حسین رفیق مرحوم اور مکر می آقا محمد علی داعی الاسلام پروفیسر نظام کالج
میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ چند احباب بطور وفد کے نواب سالار جنگ بہادر کی خدمت میں اس عرض سے جا رہے ہیں کہ ان
تربیح کی تعریف میں اور اس قدیم خاندان کو بٹنے سے بچائیں تم کو بھی چلنا اور اس کے متعلق کچھ کہنا ہو گا۔ صاحبان موصوف
کی خواہش کی تعمیل کرنی پڑی صحبت پر لطف رہی نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔

کے سر بال ہما داریم ما
 نا خدا نخل خدا داریم ما
 یاد از عہد صبا داریم ما
 نالہ بر فوشش بجا داریم ما
 دیگرے چوں او کجا داریم ما
 یک جواں با صفا داریم ما
 ایں دعا صحیح و مسدا داریم ما
 زان سے ایسے ہا داریم ما
 ناز بر ذلتش بجا داریم ما
 تا چوا و حاجت سے وا داریم ما
 زاوہ مشکل کشا داریم ما
 گر سرا و شما داریم ما
 دروین مصطفیٰ داریم ما
 آنکہ اورا پیشوا داریم ما
 از خدا میں اتجا داریم ما

سر پرست است شاہ ولن
 کشتی مارا ز طوفان چاہ پاک
 بذل و احسان ہائے سر سالار جنگ
 ابر جمست بود پیر و رسگاہ
 خیر خواہ ملک و ملت خستہ قوم
 یاد کارش اندرین قحط الرجال
 نامور یوسف علی خاں زندہ جا
 میرود بر مسک جَد و پدر
 دستگیر است در ہر کار قوم
 کار ما جاریت دست ما اولیت
 از پے مشکل کشائے خویش
 مرکز اسلام گرد و فتنہ شر
 خدش و رض است بر جاگر بل
 گفت المؤمن بلوین اخوة
 یہ ہمال اشب ما زندہ باد

دوش آمد در برم بیاک تم ز دانه تر گفت محوی باز کش این نغمہ استمانہ تر

پران تپی

قطع

گر نبی را شہر مگوئی علی را باب علم	چشم مار روشن دل ماشا و زین الاخطاب
لیک یک باب از پے شہر نبوت پس نہ بود	از نجوم خاص عام ز و نور شیخ و شاب
دست شہر نبوت چوں محیط چارہ سوست	بہر شہرے این تنہیں باید اقل چار باب
باب غرم و باب ل باب علم و باب علم	مانگر و تنگ بر خلق خدا راہ صواب
رفت بیرون چوں از چار حد عنصری	چار یارش جاشیں کشند ہر یک لا جواب

میرے ایک دوست مولوی محمد جامع صاحب سابق مددگار ہندی عدالت جو حضرت بغدادی صاحب علم کے حقیقہ مندوں میں تھے۔ ایک دن تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت موصوف نے مجھے بھیجا ہے اور یہ شعر عنایت فرمایا ہے۔

مشہر علم مصطفیٰ را جبر علی بابے نہ بود یارب این تضرع خلافت را چہ اشہ چار باب

اور ارشاد ہوا ہے کہ اسکا جواب آپ سے لکھوا کر لاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ شعر کس کا ہے اور اس پر مذہبی لحاظ سے کیا اعتراض عاید ہوتا ہے۔ میرے خیال میں تو اس میں مذہبی لحاظ سے کوئی امر قابل اعتراض نظر نہیں آتا۔ یہ محض ایک شاعرانہ تخیل ہے۔ ورنہ مشہر علم "او ذہر خلافت" کو ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے اگر یہ کہا جاتا کہ مشہر علم کا تو ایک ہی دروازہ تھا اس میں چار دروازے کیسے ہو گئے تو ایک نکتی ہوئی بات تھی۔ علم اور خلافت دو مختلف اور جداگانہ امور ہیں۔ مولوی محمد جامع صاحب ارشاد فرمایا کہ موصوف کے اصحاب پر مجھے یہ قطعہ اسی دن لکھ کر دینا پڑا اس واقعہ کے تین چاندن بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ شعر مارے مخدوم و کرم زاد

درفضائے حکومت چار خیرین شرف
 درعلو، مرتبت پر آسمان چار آفتاب
 چوں مشید شد بنائے قصورین حاکم
 لایحرم قصر خلافت را عیال شد چاکباب
 بس اندر چار سوسے دین حق ثابت قدم
 تار سہ فضل خدا از چار سو وز چار باب
 از تولائے دگر مردان حق گردن پیچ
 بے تیرا ہم تو اں شد خاکپائے بو تراب

قطع

اے کہ داری تہتق رہے را بگر
 راہ انصاف گر راہ حمایت گراست
 قوم آزاد عرب است بر تو عمل
 کہ قرابت گرو شریقت دو گراست
 جز بہت نزد حق خلافت کیے
 از چہ بہت گرو حق خلافت گراست
 نظم اسلام پر شاں شد از بن عہتہا
 بہر ابداع مکان مگر وساد گراست
 کم چہ شد از شرف قوت بازوے
 چند سال از متکون بن خلافت گراست

بقیہ حاشیہ گزشتہ - ضیاء جنگ بہادر کا ہے۔ چونکہ اس کی متعدد نقلیں اسی وقت لوگوں نے لیں
 اور ان کے پاس موجود ہیں اس لئے اس کی یہاں درج کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی گئی اور نہ یہ زمانہ اس متعقبات
 نہیں ہے کہ خلافت کے پرانے جھگڑے جس سے طست اسلام کو بہت کچھ نقصان پہنچ چکا ہے از سر نو زندہ کئے جائیں
 آئے کا قطعہ بھی اسی اہم طبع سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

قطع

بہتر مقدم ہو سکے در حیا خاں حوم (علیگ) وزیر اعظم
حکومت پنجاب منجانب انجمن طلبائے قسیم علیگڑہ

۱۳۲۲ھ

شاہدیم از لقائے عزیز کی و زو	در فکر قوم و ملت میں ہمیر است
رکن کہیں انجمن رجسٹرار	پشیم و چرخ دوہو خود فخر مآدرت
پنجاب راست مایہ صند زو امتیاز	اسلام را خادم و مآرا پر اور است
تاریک بود مسلک اسلامیا رہند	از شمع رائے اورت کجی این مہ نور است
شاید رسد باب لقا قوم تر شد کام	انہوں کا خضر بدست سکندر است
خاک دکن باہن مال نظام است	شیرازہ تمام جہاں گرچہ اتر است
آسودہ بندگان خدایر سایہ اش	اوسایہ خدا و خدا بندہ پر است

قطع

ما کہ پروردہ یک مآدر و یک آغوشیم	لازم آمد کہ ہم ہمچو برادر باشیم
خوش ہمیں است کہ در کار گہ حسن عمل	در ہمہ کار ہم ناصر و یاور باشیم

رواں روشن بہ از خامہ محوی
 ڈوخت جلوہ حق سال این گل شکاٹ

قطعہ کہ بجلبہ عشائیہ لائے این بے قدیم جا علیگڑہ کفہ تیار سچ ۱۹ اکتوبر ۱۳۵۶
 خاندانہ

یا وایا میسکہ در طفلی بسر
 سایہ و امان مادر و ایتیم

مادرے کر سینہ و بازوئے او
 مدتے باہیں و بستر و ایتیم

مادرے در حبت آنغوش او
 صد نعیم روح پرور و ایتیم

از سر یک چشمہ منجور ویم شیر
 ہر باہم چوں برادر و ایتیم

از تعلق و زریا نا آشنا
 مفلس و نعیم برابر و ایتیم

مایہ ما بود وقت یکدگر
 دست کوتاہ دل تو انگڑ و ایتیم

شاہد بازیچہ و معشوق علم
 مابیک دل میں دو دلبر و ایتیم

ہم پے تحریم دین شام و بحر
 نعرہ اللہ اکبر و ایتیم

ما علیگڑہ زادگاہاں در صلح جنگ
 طہ ز نو آئین و گجر و ایتیم

جنگ میگردیم لیکن بجنگ
 دل نہ آریاراں کدر و ایتیم

بے خبر از گردش لیل و نہا
 شکوہ کم از چرخ و اختر و ایتیم

بہرہ ماچوں از این نعمت نماند
 رخت زین عشرت ہر ابر و ایتیم

در جدال زندگی از یاد رفت
 درس ہمدردی کہ از برد و ایتیم

زود تراں عہد آزادی گزشت

عمر باقی در غم و شادی گزشت

قطرہ در توصیف ماہ تاسیخ و قامولوی احمد محی الدین باری خیار سب مکن
از خامہ فیض شامہ علی حضرت نواب عثمان علیخان والی ریاست واکم قبا

پے محبت ہیں "دال" است عثمان
خوشامرگی بہ ایام حسن بود

۱۳۶۱ = ۱۳۲۶ + ۳۵

شکر شرط است ہر سخنورا
گرچہ لطف سخن خدا داد است

فکرت شہ کہ آساں پیاست
قابل قدر و درخور داد است

"دال" رازنگہ تدخلہ دادون
دال برانکہ موجد استاد است

از حرفیاں بزنگاہ سخن
این چنین تدخلہ کرا یاد است

از بلندی و رفعت فکرتش
دل و جاں سخنوراں شاد است

از سخنہائے نغز و بے مثلش
دوست شاد اعدا بفریاد است

گلشن نظم پارسی بدکن
ز آبیاریش سبز آباد است

درفن نظم باقیں محوی

شاہ ماپاوشاہ ایجاد است

قطعه بہ نسبت تولد فرزند بخانہ سر جہا را چہمین آندار المہام را عا

دوششم چہ نوید جان فرزا دوا	دانی کہ نسیم صبح گاہی
صد شکر در مراد بکشا و	سنگتہ کہ روی خصلت زیواں
گلزار اہل بہ سرو و شمشاد	صناع بہار بازا راست
نقشے بہ نگار ہائے ایجاد	نقاش ازل بہ طیف افزود
فرزند بلبلت دم مرتبت ترا دوا	یعنی بحر مہرائے خواجہ
فرخندہ وزیر حمید را آباد	فرماندہ ملک عقل و تدبیر
قیاض قطین و فاضل و را دوا	فرزانہ و فرخ و فرہ مند
این نور نظر مبارکت با و	اے مردم دیدہ فوت
خورشید باہ تیر و خور و دوا	تا گرمی و روشنی فراید
از چہرہ و فرزند اولاد	کاخ تو بود مدام روشن

عمرت بہ در از بخت یا ور

دولت بہ تزا د و خانہ آباد

قطعہ

شبے زیر کین سال عقل پر سیدم
 دے لے کر فرقت پس ازال فرمود
 اگر وظیفہ کفایت کند بقیہ عمر
 وریں زمانہ رفیقے بہ از کتاب کجاست
 اگر بہارت شعراست شعر باید گفت
 اگر وظیفہ کفایت نمی کند انگہ
 اگر چه رزق مقدر بود و لے طلبش
 بفکر رزق بر خواجگان ببايد شد
 اگر نہ خواجہ بر آید بروں ز ایوانش
 پس از فراغ ز خدمت چه کار باید کرد
 از این دو کار یکے اختیار باید کرد
 او افریضہ پروردگار باید کرد
 باین رفیق ز دنیا کنار باید کرد
 و گرنہ کار دیگر یادگار باید کرد
 براہ جہد قدم استوار باید کرد
 بچہد و جد زمین دیار باید کرد
 نثار فرق طلب ننگ عار باید کرد
 تمام روز بدر انتظار باید کرد

۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کے زمانہ میں سرکار انگریزی نے گرانی کیوجہ سے وظیفہ یا احسن خدمت کے فہمنوں میں بھی اضافہ کا حکم دیا تھا۔

اسی بنا پر سہ کارہالی کے بعض منزد وظیفہ یابوں کی ایک جماعت درخواست لیکر دیوڑھی پر حاضر ہوئی گراہاریاں نہ ہوئی اور نہ ان کی خواجہ

شرق قبول حال ہوا۔ اسی زمانہ میں یہ ظلم لکھا گیا تھا اور ہر ماہ بکنڈہ باشی کے اصرار پر انکو نیا آگیا قطعہ بڑھا جس کی آخری حصہ فکرا گیا۔

اگر براہ غلط پرستی رود از حال	شکایت ستم روزگار باید کرد
اگر نیست بظاہر امید خیر و فلاح	مراد خویش مگر آشکار باید کرد
اگر جواب رسد نیست کار در خورتو	بقبول خواجہ ترا اعتبار باید کرد
اگر ز نصرت این خواجگان شد می محروم	ز بہت شہہ دین انتصار باید کرد

قطع

واعظ و شاعر

واعظ و شاعر انداز یک جنس	ہر دو خوش فکر ہر دو خوش گفتار
ہر دو فنِ خوشین چابک	ہر دو در کار خوشین طراز
ہر دو را ادعائے حق گوئی	ہر دو را اگرچہ باطل شمار
یک بہ پندار خوشین زاہد	یک بہ آسرا خوشین میخوار
ہر دو عاری ازین صفت کیند	حسب گفتار خوشین ز قنا
ہر دو را ادعا کہ آموزند	دین و دانش ببرد تا ہموار

ہر دو از بہر یکدگر ناصح ہر دو از بہر یکدگر غنچوار
 غافل از این سخن کہ سعدی گفت "نخستہ را نخت کے کذبیدار"

قطع

خان فی تربت نجیب الدین راستی جمع کمالات است
 در کتابت اور بدایت شعر مثل و ہمتاش از محالات است
 حسن خط و روانی قلمش نیست گر معجزہ کرامات است
 ہر چہ او میکند دم تحریر بقین وال ز خرق عادت است
 آنکہ قرآن نوشت سہی و با در جہاں آیتے آیات است
 خامہ اش زندہ کرد خاجورا در حقش خواجہ در مناجات است

عہ خاجو کہ اہلی فارسی کے ان تواریخ ہیں جس کے طرز پر کہنا حافظ شیرازی سا اہم نامہ وضع اپنے نے بحث فرماتا ہے ایک ارشاد ہے
 استاد عزل سعدی پیش کہس اما دار سخن حافظ طسہ رز سخن خاجو

ان کا کلیات کیاب ہے مجھے اب سننے کے پاس سے مل گیا تھا میں نے ذابا کرم اللہ وجہہ لہ مرحوم کو دکھایا اور ذیل مذکرہ
 عرض کیا کہ اگر اس کی نقل ہوئے تو بڑی بات ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ اس میدان کے بڑے ہر وہیے جھوٹی جہالی نجیب الدین خاں
 میں گروہ دل پر ہیں تو ان کے نزدیک آٹھ ہزار صفحات کا ایک جینے نقل کر دینا کئی بڑی بات نہیں ہے۔ ۳۲۵ قرآن

اونہ تہہا کہ ہر برادر او در خور عظمت و مہاباات است

اکرم اللہ نیکان الاثاں ہمہ لطف و کرم مداراات است

خان ناور سخن و حبیب اللہ اہل فن صاحب مقامات است

غرض این دو مال ز عہد قدیم مصدر فیض و باب حسنات است

شد و گر رنگ میکہ و نماز حے دیریں کہ روح راحاات است

لیکن آن باد و شبینہ ہنوز جا بجا توشیں کامات است

ہرچہ این ساقیاں و بہت نخلی از ہماں کاس فیض رشحات است

نیت بوئے ریا گفتہ او محوی خستہ از خراباات است

قطعہ کہ بر سر ہمارا جشن پر شا و سبک تہہ باشی اللہ ماہم فرشاوہ شد

الا اسے وزیر خجستہ جصالی کہ روشن ضمیری روشن روانی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ نقل کر چکے ہیں۔ چنانچہ کلیات اسی خدمت میں پیش ہوا اور انہوں نے صرف ایک ہفتہ میں غزلیات

کے دو سو صفحے نقل کر دیے۔ جسے میں نے کراہت سے تعبیر کیا ہے۔ شہزادی اسی عہد اور روانی سے کہتے ہیں۔ یہ خان

ہیشہ سے قدرہ ال علم و فضل رہا ہے اور اسی کی طرف قطعہ کے اخیر حصے میں اشارہ ہے۔ انیسویں ہے کہ نواب اکرم لہنگا

کا جو اس خاندان میں ایک ممتاز شخصیت رکھتے تھے عاقل و متواضع تھے۔ میرے ولی دوست اور عزت کے راہبوں میں ان کا شہ

سخ زرد و وہم چشم خونناہ افشاں	بگویند عالم بے رنگیں بیانی
پریشاں خیالی و شفت عالی	گواہ اندر دروئیے نہانی
پریشاں دماغم ز فک سلسل	شکت دلم از غم جووانی
پہی صلی محنتم رفت آخر	پشیمانم از محنت رایگانہ
ز فک کر عیالم ز خون تالم	دلم بہرمانی زخم ز عطرانی
بہمہ بچکال غم و از دست رفتہ	سہر شدہ عمر عیسی جوانی
چوبے ساز و سامانی ال بہ بینم	بچشم نماید چہاں قیروانی
ز فرط ملالت ز جوش نہ امت	شو و تنگ بر من فضائے جہانی
امیرا، گرم سترا، دست گیرا	کرم کن کہ تو یاور سبکیانی
نہ زید تساہل بانصاف دان	نہ شاید تامل نہ صفت رسانی
بہ یک گردش خامہ کن فراہم	شجی کریمی بحتی جووانی
ز داور بخواہم ترا سخت و دوست	ز ایرد بجویم ترا زندگانی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - چونکہ وہ اردو میں ہے اسلئے یہاں نقل نہ کیا جاسکا۔

مرثیے

تعریت نامہ کہ بہ سر ہمارا جہن پر شاوین سلطانہ بیگمہ باہمی فرساؤ شد

اے مرگ گرفتار کہ تو قدری قضاوی	بے ہرگز سنگدلی حادثہ زانی
ناگروہ یکے جو رہے فکر و گری گرم	ناکرد جفا مستعد تازہ جفاوی
بر بھر دو یاران موافق شخوری غم	بر نالہ دیگر غریباں نہ گراوی
خوف تو پر آگندہ شہاں راز بخت	زور تو بر افگندہ کیاں از کیاوی
از دم تو جستہ نہ خزالاں غزلخواں	وز خام تو رستہ نہ پیراں و غالی
پیش تو بر افگندہ حکیمان و رسولاں	بااں ہمہ انشوری و اوج رسالی
ایں جملہ مسلم مگر امروز جورت	کس بہ فعالیت و ہمہ شہریکانی
دانی کہ چہ کردی بدل شادک آں دل	آئینہ و مومست بہ رسمی و صفائی

عہ سر ہمارا جہن پر شاوین ایک بیٹی کا تعزیت نامہ ہے جس کی شادی کا تمام سامان چیتا ہو چکا تھا۔
شادی کی تیج بھی قسرا پچھی تھی کہ دفعتاً وہ بیمار ہو کر انتقال کر گئی۔

در شوق تماشائے جمال تو جگر خوں
 اے طائر قدسی کہ ترا گفت کہ تنہا
 اے پردہ نشیں مسیح ندانم کہ دریا
 مینخواست پذیر تا کہ بتقریب عروسی
 از لعل کناریارہ ز فیروزہ گلوبند
 یا گوہر غلطان ہدیت لعل بخشی
 تو سوائے عدم رفتی ویں برگ عروسی
 آیا بود از شرم عروسی کہ تو بکسر
 بر خیر از این بارے طفلانہ کہ تا چند
 وہ ہجر تو پیدا ہمہ آثار قیامت
 تا اشک غم از دیدہ بابا بچی پاک
 در بادیر اے مرغ خوش الحان چہ نشینی

وز درد غم ہجر تو رخ گاہ ربانی
 در شوق تماشائے جنان بال کشائی
 آل کسیت کہ کردہ است ترارہ نمائی
 رخسار تو گلگون کند و دست حنائی
 سر سبز مرغ کنبہ و طوق طلائی
 یا لطمہ چینی دہدت مشک حنائی
 چوں برگ خزان دید گشت ہربائی
 در گوشہ نشینی دو گر روز نمائی
 رنج پذیر و کاوش مادر لب ترائی
 وقت کہ بر خیزتی در آہن آئی
 تا از گم غم از سینہ مادر بزوانی
 بر خیر کہ تو در خور باغی و سرانی

ایام نشاط است جہاں پر ز تماشاست ^{۵۷} اے چشم جہاں میں دول زندہ کجائی
 نے فوق نشاط است لذت بہ تماشا اے خاطر افسرہ نہ انم چہ بلائی

ہر چند تو اے خواجہ بہ سلیم ز سبسی
 یک نکتہ کنم عرض کہ آن نکتہ بہ تاثیر
 پنج از پے مرد آمد و راحت پے نامرد
 بر پائے ہنرمند زمانہ بہ ہند بند
 شد او پے راحت ہا ماں پے عشرت
 بار غم مرد است بہ اندازہ ہمت
 راضی برضا باش کہ مردان طلیقت
 شیراں نہ ہر اسند ز ما یوسنی حرمان
 دشوار بود کار چو خواہی ہمہ و سخاہ
 خوش باش کہ از درد نہاوند کسے را
 اندر صف خاصان خدا جائے نیابی
 تو بادہ کش دروی و صف تو ہمیں بس
 ہر چند تو اے میر بہ اندر زندہ شائی
 شاید کہ کتہ منم غم از درد و فزائی
 رو باہ رہا، شیر بہ زنجیر گزائی
 آزاد زغن، باز پے سلسلہ پائی
 ایوب نو تلخی و یعقوب جدائی
 بنگر بہ حسین و بنم لاقتنہی
 جز خیر نہ بیند در احکام الہی
 مرداں شخرد شد ز ناکا مردائی
 آساں ہمہ کار راست چو راضی برضائی
 پروانہ آزادی و تمنائے ربائی
 تا از دل مسکین تکنی درد گدائی
 ہر چند تو شایستہ ہر مدح و شنائی

زود است کہ از مطلع اقبال برآید یک نختہ رخشاں امیرالامرائی

زال بعد بہ تائید خدا رام تو باشد

عیش و طرب ناز و نعم کامروالی

نوحہ بیاد و فرزند جمیل احمد کہ بتاریخ ۲۲۹ سالہ مطابقت

۷ مارچ ۱۹۱۱ء بھارت فتح تو دل غم وقت بجا ماور پد نہاد

فصل گل در چمن برید برفت تازہ و تر گلے دید و برفت

غنجہ ایک نفس شکفت و شہید گلشنے بکڑیاں چمید و برفت

طوطے قصہ با سخاوند و پرید بلبلے نعمت ہا کشید و برفت

نے سواری لہجنہ ماچندے تاخت و باخت و وید برفت

مہمانے دو سال مچندین ماہ نمک از خواں ماچید و برفت

پسر ما جمیل احمد نام ہر از دو و ماں برید برفت

طفل ناماں لگو کہ و انا بود کلفت این جہاں بدید و برفت

بجہانے و گر کہ بے سنج است

فارغ از زحمت شش و پنج است

(۲۶) حال زیر سانجہ و گر گوں شد
 چشم شد خوشا چوں دل خوش شد
 تپانے تن برفت و صبر از دل
 اعتدال از مزاج بیرون شد
 شیب آمد شکست عهد شباب
 پشت خم گشت نخبش از دل شد
 اسے فلک دنی نبود جمیل
 بیگیاں مرد آہ این چوں شد
 بر رخ او زدند قازہ خاک
 چوں رخسار تانباک و گلگون شد
 بر قد او بدوختند کفن
 چوں قدش لفریب موزوں شد
 بر دہانش زوند ہر سکوت
 چوں وہاں گنج لفظ و مضمون شد

اوش را گفت گو کردند

بعد از آن سر در گلو کردند

(۲۷) قامتش راست چہرہ رنگین بود
 چشم قتان و موئے مشکین بود
 ہر چہ میگفت با مزہ میگفت
 سخنش ہر چو شہد شیریں بود
 پیش زان سوز تپ کعبہ کند
 لعل لبش کجین نوشیں بود
 قرۃ العین راحت دل و جان
 مایہ صد ہزار تسکین بود
 بعد مردن عنبر ز تر گردید
 ہر او بیشتر ز چندین بود

بہر دید بہار گلشن و ہر چشم گل انش کہ تشرین بود

اے گل نو بہار نا دیدہ

لبیل شاخسار نا دیدہ

ذکر مرگ تو جا بجاست ہنوز ^(۴) دہرا ز نامت آشناست ہنوز

شیوں نام و گریہ بابا بر غم ہجر تو گواست ہنوز

تاب می تو میکند دل سخن یاد غسل تو جانگواست ہنوز

چشم در راہ است تا ایندم دل بہر تو مبتلاست ہنوز

انہی مختلف ج قلب خرمی بوے پیر ہمت و است ہنوز

تو بصدش خفتہ در صحرا شیون و شور در سر است ہنوز

خواہراں منتظر کہ می آئی کار گر عشوہ دو است ہنوز ^{عہ}

مشکلش گر چہ برگ آساں کرد

خاطر جمع ما پریشاں کرد

عہ یہ سری آنری اولاد تھی۔ عہ اکی بہنیں جو ہر وقت کم عمر تھیں پوچی تھیں کہ جیل کہا گیا تو انکو گھر کی عورتیں کہہ دیتی تھیں کہ وہاں سے باہر بھیجا گیا ہے۔ یہ بچاریاں مدتوں اسکا انتظار کرتی رہیں۔

مرد او را چو درکت گرفت ^(۵۱) جانش آسود و دل توار گرفت
 سرفه کال سینه مشکست برفت تپک میوخت تن کنار گرفت
 تشنگی دورگشت و بیخ تمام طول آزار اخصار گرفت
 الغرض طفل را بدامن امین و ای قفصل کرد و کار گرفت
 خود عطف کرد و خود بیخا برد پنهان او و آشکار گرفت
 چه شکایت ز صاحب مال است باز گر مال مستعار گرفت
 شکوه نخلت نازیب است ثمرے گرز شاخار گرفت

شکوه او اگر کجا نہ بود

نالہ از درد نار روانہ بود

بردلم زخیم بے نشان زودہ اند ^(۶) مگر از تیر بے کمال زودہ اند
 کشتہ آنداز و فور و و حمن نے ز تیغیم نہ از سنان زودہ اند
 تمانہ نالم زور و زخیم جگر پیوہ ضبط برد ہاں زودہ اند
 تانہ بیستہ حالت زارم پردہ بر چشم مردمان زودہ اند
 نزد تا پیرغ فریادوم قفل بر باسب آسمان زودہ اند

نقشبندان سالم بالانہ گونہ گونہ نقش در جہاں زودہ اند

نقش ناقص اگر نہ بجزارند

نقش بہتر چرا نہ بنکارند

زوریں قال و قیل باید کرد (۱) شکر رب ظہیل باید کرد

شکرا و واجب است در حال بر کشید و ظہیل باید کرد

سوئے صحرا از خانہ باید شد نوہ چوں جمہیل باید کرد

الہجہ از خدائے عزوجل بہر صبر جمہیل باید کرد

گریہ بر حال خویش اولیٰ تر دیدہ رار و ویل باید کرد

راہ دور و دور از دور پیش است نکر زاویہیل باید کرد

دوستان را وداع باید گفت از عزیزان رحیل باید کرد

کار و ال مستعد پے سفر است

ہر چہ اندر جہانت در گذر است

مرثیہ سر جہا را چہ شن پر شاہ و بیکینہ شہی باقی صلہ عظیم باب اول

بت اول

بیک گردش تہ و بالا جہانت	زمین گردندہ تر از آسمانت
بہ ہر خانہ است بر پاشور ماتم۔	بہ ہر جا زور مرگ ناگہانت
نہ دور امن ست ز دور دشمن سکین	نہ از وسعے بے خطر شاہ شہانت
برابر میکند شاہ و گدا را	یکے پیش قوی و ناتوانت
چہ جوئی راز مرگ و زندگانی	کہ آں بالاتر از وہم و گمانت
ز آزارش دل ناواں چہ تالی	کہ آں حکم خدائے انس و جانست
بحکم او سر طاعت نہادن	و جو ب عام و فرض خاص گمانت
نہ این دنیا ست منزل گاہ مقصود	نہ این جائے قیام جا و دولت
چو از خاکست باید خاک گشتن	ہر انسان را کہ در این خاک است
گو این مرد کانہ آں مسلمان	کہ این علم خدائے غیب دانست
در دیر و کلیسا و حرم را	چو نیو بنگری یک آستانست
چہ جائے سرزنش گر آشنائے	بہ ہجر آشنائے نوہ خوانست

چہ گویم یا تو دل آزاری بجز ۶۳ کہ شب کو تہ دراز این ہتانت

مشہوریت کر کہ قول لٹھا و ہتانت

کہ بعد این جہاں ہم یک جہانت

بند دوم

ہمارا چہ چو عزم آں جہاں کرد	جہاں غمیش آہ و نغماں کرد
بے رخسارہ گلگون و شاد آب	غم و زرد تر از زعفران کرد
ثرہ در چشم نوک خیز شد	نفس اندر گلو کارستاناں کرد
دام اندر سفرای کاروان شد	چگونہ این سفر بے کاروان کرد
ہمیشہ در حضر باد و ستاں بود	ندانم چوں کنار از دستاں کرد
ز فطرۃ بایل بدل و سخا بود	بوسخ خویش بدل بکراں کرد
چو برست تصوف بود شبہا	بخلوت سیکشی با یکشاں کرد
بہارے بود بزم اہل فن را	تخاں از ریش آن گلستاں کرد
ہزاراں نو نہالان و کن را	دیر و شاعر شیرین باں کرد
بہر ملک است شور و نو جاو	نہ تنہا تہمش ہندستاں کرد
موجد بود از نیرداں عجبت	اگر آتش برا و باغ جناں کرد

چو درول دہشت و زجر آدشت دعائے بخشش اومی تو اں کرو

دعائے ستمنداں مستجاب است

نزول رحمت حق بحیاب است

بند سوم

نشاں مجد و آثار عسلا داشت	چو می پرسی ہمارا چہ چہ داشت
چو در پہلو دل درد آشنا داشت	بجاں ہمہ درد ہر یک آشنا بود
پے ہر یک خطا چندیں عطا داشت	عطائش پر وہ پوش ہر خطا بود
ز دست کوتہ خود ناہسا داشت	بایں در یادلی بڈل و سخاوت
ز روئے سائل مسکین جیا داشت	نمی داد اربقدر رحمت خود
نگاہ نکتہ بینا فکرمسا داشت	سخن را سر پرست و قدر و اں بود
مذاق شعرا ز عہد صبا داشت	فدائے علم و شیدائے ہنر بود
چہ سال الفتن بیروان خدا داشت	اگر از دل نہ در بند خدا بود
زبان وقف دعائے پادشا داشت	بشکر نعمت الطاف شاہی
ہوا خواہ و محب بے ریا داشت	بے چوں محو می آشت خاطر

سپر ہائے دعائے مستمنداں بہر مشکل پئے رو بلا داشت
وے ورجنگ مرگ و زندگانی نہ حرز امن از تیر قضا داشت

زینچی ورجہاں نام نشان یافت

پس از مرون حیات جاودا یافت

بند چہارم

بہر زمیں کہ ممتاز و متین بود مہاراجہ در اں کرسی نشین بود
شنائے مصطفیٰ، حمد خدا کرد گناہم اینکہ از اہل تقیہ بود
بہ آئین قدیم شہ پرستی - بعدم راسخ و راسے زریں بود
مروت بود گر شخص مجسم بین اسلطنہ دست ہیں بود
دل بہیار زومی یافت تسکین بگفتارش شفایے آنجہیں بود
بہانداری و سبکس نوازی امیر بے مثال و مقبیریں بود
قبول و عجزش از ہر کہ و مہ سزاوار ہزاراں آفریں بود
خمشوی، سرگرانی، کج ادائیگی - چو خواباں ہر ادائیش و نشین بود
بدونکیش چو بر خلق است روشن چو گویم اں چناں و این چنین بود

بقول شب باط اولیں را
 ز تہذیبے کہ در جاں کند نہیاست
 یکے از ہرہ نامے آخردی بود
 زمیں میخواست گیرد در کنارش
 دم آخرا نگاہ واپسین بود
 زمیں مطلوب گشت و حریف غالب
 چو برتر از زمیں سپرخ بریں بود
 ز بخششہائے شاہ بندہ پرو
 امارت بود خاتم او نگیں بود
 پے ہر بادہ کش تا بود ساقی
 شراب خوشدلی در سائیں بود

نہ آل بادہ است در ساعزہ ساقیت

اگر باقیمت ذکر خیر باقیمت

مثنوی نسیم نسیم فاطمہ ختم تر و عزیزی و جوی لوتی ناظم علی صاحب
 وکیل ہائی کورٹ

گلے ز گلشن مارفت و گلشن ابر شد
 گل شکفت بعد زنگ بوز جو رفلک
 بہار گلین ما باخسراں برابر شد
 نسیم مازمیاں رفت وقت صحر شد
 بساں برگ خزاں دیدہ خشک و اصغر شد
 بسوی سدرہ رواں مرغ دست پور شد
 بیک ہواچمن و دواں دگر گوں شد
 شنید طرفہ صغیرے ز عالم بالا

کے کہ مایہ صبر و سکون ماور بو
برفت و داغ دل بقیار ماور شد

دفا نکر و باو عسر بوقا ایجا
برائے داد سوسے بارگاہ و اور شد

بخولش برو چنیں عطرا شک اہل عزا
کہ خاک زیر زمیں سرسیر مطر شد

برائے عفو گناہاں ماسیہ کاراں
کفیل اجر و شفاعت بروز حشر شد

نشت نقش جواں گیش چنا بدل
کہ سال آں رہ حبت گرفت از بر شد

۱۳۵۸ھ

زمینوانی محوی کنوں چه می پرسی
کہ بینوا بدوڑیں و رد بینوا تر شد

نوحہ بیاد محبت لی میرزا نذیر بیگ (علیگ) المصطفیٰ

بذیر جنگ مرحوم

غلط نکر و م اگر اے نذیر جنگ ترا
جہاں مہر و وفا جان و ستاں گفتم

ز کار ہائے فتوت کہ کردہ سبحاں
شکست نیست گرت حاتم زماں گفتم

بیاد وسعت خوان کرم کہ گستردی
بسے حکایت جہاں و مہرباں گفتم

میں جن لوگوں نے مرحوم کا بچپن اور جوانی دیکھی تھی وہی ان کی حسن صورت اور حسن سیرت کا کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔ مرحوم علاوہ ان خداداد اوصاف کے جو فیاض و رشادہ لائق تھے، بلکہ ان کے طلباء کے ساتھ انکو غیر معمولی محبت تھی۔ اکثر ان میں سے بدلتوں تک پہنچ رہے۔ تمام مروانہ کیسیلوں میں ان کو کامل دستگاہ تھی اور غیر معمولی طور سے قوی تن اور قوی دل تھے۔

بذکر حسن دل آویز خلق و بخش تو
 چہ قصہ ہائے بیاراں نکستہ و ال گفتہم
 بخار خاک چو پوشید روئے روشن تو
 کجاست ہر درخشاں با سماں گفتہم
 چہ مرد و ارگزشتی ز رزم گاہ جہاں
 گراں رکاب و سوار سبک عنان گفتہم
 قومی عزائم و بالابلند و شیر شکا
 چہ ساں شکار تو شد مرگ این جوان گفتہم
 چو کارواں جنوں خمیہ زد بصر و لم
 بیار یوسف مارا بہ کارواں گفتہم
 شکفتہ بود بصد رنگ بونگے گلچین
 کجاست اداں گل رحنا بگلستان گفتہم
 ز سال ہجر چو یاراں بزم پر سپیدند
 ”نذیر جنگ ہما یوں جہاں مرکاں گفتہم“
 ۱۳۶۰

نوحہ بر مرگ محمد یعقوب (علیگ) مرحوم کہ کرن کرن کسرن سخن

طلبائے قدیم علیگڑھ و یکے از عنایت مایا مخلص بود

”اشک عم“
۱۳۶۱

کدام چشم کہ از مرگ او پر آب نشد
کدام دل کہ ز ہجرش پیچ و تاب نشد

کدھام جانی کہ عقیوب ما چو یوسف مصر
 بہ بزم آمد منظور شیخ و شاب نشد
 ز کار دانی این مرد حق گزار میرس
 کدھام کار کہ او کرد و کامیاب نشد
 رہ فریضہ دنیا دین و ملت ملک
 چنان برفت کہ دور از رہ صواب نشد
 ہمیدہ بود گل نو درین چمن لیکن
 ز شمد باد حوادث آب و تاب نشد
 ہزار جو ہر تاباں ہماں بذاتش بود
 ہزار حیف کہ این اختر آفتاب نشد
 ہنوز چہرہ زیبائے اوست پیش نظر
 حجاب جہت نیاراں دور حجاب نشد
 دعائے مغفرت او چہ سال کنم باور
 کہ خاست از تہ دلہا و مستجاب نشد
 کدھام قطرہ باراں ز فیض ابر کرم
 رسید و صرف و گوہر خوش آب نشد
 کدھام کس کہ در آمد درین جہان ز رفت
 زیانت و سحت دریا نہ منزل مقصود
 روانہ تا سوئے بیم کشتی حجاب نشد
 کدھام کالبد آب و خاک در عالم
 کہ زد شمر وہ نفس باز خاک و آب نشد
 تمام فلسفہ مرگ و زلیت بصر و سکون
 بکار بردم و تسکین اضطراب نشد

دل شکستہ و این چشم خون نشان محوی

بضاعتت کہ حاصل ز آفتاب نشد

تواریخ وغیرہ

تاریخ وفات عسکری قطب الدین احمد (قطب جنگ)

قطب نامہ دنیا ناول از نالہ منوڑ "کاروان رفت ہمہ بانگ و احمی آید"
۱۳۵۱ء

خدا رحمت کت این خانماں بر ہم زن مارا

کہ بے تاب تو اں بگناشت ہم جاہم تن مارا

بایں آسانی وزودی نہ باورد آستم حموی

کہ از پانگن شیر قضا شیر انگن مارا

تاریخ وفات الدہ رشید صاحب (محمدی بیگ صاحب) بوزیکا پٹنم

(۲۱ جنوری ۱۹۳۳ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ از روز وقت)

بساطِ ہمیش نگندی تکیہ گانجاناں
شدی بہل و بہ مشکل گزارشتی مارا

"تو کے مسافر دل شاد ماں چہ میدانی"
پمیدن دل عزت نشیں رشیدارا

۱۳۵۱ء
۶۱۹۲۳

تاریخ وفات

عسکری حاجی محمد رفیع صاحب مقام قاضی میٹ

۲۴۔ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ بمطابق

زمرگ جان برادر رفیع پاک گھر
زخون دیدہ کدیم آستین نہ ترگر دید
برائے سال و فاش یہ آہ "مجموعی" گفت
"عزیز بود ز مردن عزیز ترگر دید"

۱۳۵۱ - ۹ + ۱۳۴۵

تاریخ وفات محمدی ڈاکٹر خواجہ معین الدین بانی کارخانہ

پارچہ بانی درمیانہ منورہ

حیف مردے و درخوریں بگڑ
یادگار صحبت مشیں بگرد

درمدنیہ نوہ خواں ہر مردوز
خادم و سوز شاہ دیں بگڑ

ماحی رسوائی رسم سوا
حامی صناعی و تکلیں بگرد

موجب آسائش و راحت برفت
باحث بہبودی و تسکین بگرد

شاطر حق بازار مات و فتاد
قائم خیرات را عزیزیں بگڑ

از سر حکمت نجاں سال و فاق
ڈاکٹر خواجہ معین الدین بگرد

۱۳۶۰ - ۹ + ۱۳۵۱

(۹)

قطعہ تاریخ وفات جو اد جاہ یکے از فرزند ان عظمیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں دام اقبال
کہ در عہد طفلی فوت شد

ز تجر جگر پارہ جو اد جاہ دل یک جہاں گشت از خم تباہ
بگفتم بدل سے دل ناتواں مشوراں مرا تاناہ شور و جہاں
”ز وہیندار طغلی کہ در خاک رفت“
۱۹۳۶ = ۱۹۳۵ + ۱
چہ شورم کہ پاک آمد و پاک رفت
۱۳۵۵ = ۱۳۵۶ - ۱
پے سال ز ہر عہدے اخیر یک فسز اباول ز آخر تجر

قطعہ تاریخ وفات لدا جہا عظمیٰ حضرت بندگان عالی نواب میر عثمان علی خاں دام اقبال

ز ترک نعمت دنیا چہ خم بادشاہ کہ بہر اد سجیاں راج و روح و ریجانت
”در شرف زبانی بچیں کھفت ہراں“
۳۳۶
”دکنیز فاطمہ و ام شہاہ عثمانست“
۱۳۶۰ = ۳۳۷ - ۱۴۹۷

تاریخ وفات مر شاہ سلیمان سوم امیر جامعہ علی گڑھ و نچ قذریل کورٹ

مضطرب قلب ہر سلماست ماتم مرگ مر سلماست

عہدہ حضرت بندگان عالی دام اقبال نے سلیمان سوم کی وفات کی نہایت عمدہ تاریخ ”بر بودہ بہ زمین تحت سلیمانی او“ فرمائی تھی جو
۶۱۹۳۱
مولانا خواجہ حسن نظامی نے اپنے پرچہ سنادی میں شایع کر کے استناد کی تھی کہ لوگ اس پر سرور لگا کر روانہ کریں تو وہ مشکوٰۃ اربعیٰ ہے

بود یک فرد مندر قوم نہ ماند

یارب این فرد را چه درمانست

خادم علم بود و محسن ملک

شرع قانون ہندسہ ہیت

آیتہ بود در ہند دانی

لشور عدل را سلیمان بود

۱۵۵۱ = ۱۹۱۰

بیت بالا ز مصرہ ثانی

یافت نام نکو کہ در عالم

یافت مدفن بسیر میں کہ برال

غم مخور ہر جامہ محوی

ابر رحمت بدام بارانست

ہاں خود را خدا نگہبانست

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - سادہ میں درج کیے جائیں گے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کہیں سے مصرع نہیں آئے ہیں۔ بجا بجا خود بہم پہنچائے تھے۔

حیث برفوت سلیمان ہند دانی او

باوکال بود لیرمانش چو برگشتہ از او

سال فوت است زانکار چہ دنیا و کن

بود در علم ز کس ہرگز نہ ثانی او

بر بودہ بدین تخت سلیمانی او

بادیاری بچہاں در چہاں بانی او

تاریخ اشقتال محبی بہرانج یار جنگ مہوم

سہرانج ماہرقت ازبزم اجابہ روش درخشاں آباد باو

بگفتہ سال فوت از روک اخلص (۱)
ز نعمتہائے جنت مشا و باو
۱۳۵۹ + ۱ = ۱۳۶۰

تاریخ وفات محبی اختہ یار جنگ مینائی مہوم

رفت از دنیا لطیف احمد کہ بود مصدر لطف و کرم نے ریو و رنگ

ہست این کتابہ ہم سال مسیح "مرقد عالی اختہ یار جنگ"
۶۱۹ م.

تاریخ وفات لیلہ حیدری

بود بر خلق حیدری بیگم ہر باں تر ز نام بر اولاد

بہر سال وفات محوی گفت "ماور خلق مرد نیک نہاد"
۱۳۵۹ م.

تاریخ بنائے مسجد جوہی در کوٹھی ر مہولہ

شد ز جوہ حضرت عثمان علی شاہ کن مسجد جوہی بنا و قبہ مصومے دلی

ہست تاریخ بنائے این مقام و نکشا خواہنگاہ شاہنہراوہ سجدہ گاہ مہولہ
۱۳۵۶ م.

تاریخ افتتاح آرٹ کارلج جامعہ عثمانیہ از دستِ اعلیٰ حضرت

شاہ آگاہ از حقایقِ علم بشکفتِ صد شتایقِ علم

گشت تاریخِ این مبارک جشن افتتاحِ در صدایقِ علم

۱۳۵۸ھ

تاریخ وفات مرطری حیدری (حیدر نواز جنگ) جرم سابقِ صد اعظم بابِ حکومت

طفیلِ خدیو و کنِ حیدری بے یافتِ عزتِ بے برتری

بے دیدِ اینچا شیبِ فراز بے کہتری بے ہمتی

بدنشوری و بفسدِ زانگی مسلم شد آخرِ برادرِ مری

بِعالَمِ ہمہ عہد ہارِ افسا چہ عہدِ جہانگیری و اکبری

چو دورِ عرو حشِ سپا رسید طلبِ کردِ اور پے دِ اوری

بفرودِ ہاتفِ پے سالِ تو بچو شتمِ ز راہِ کرمِ گتتری

بیکِ حشِ مسلکِ آساں

ز حمیدِ رجا ماند و نہ حیدری

۱۳۶۰ھ

تاریخ وفات محبی میر عاشق علی صاحب سابق ہجرت کو تو الیٰ

سرکار عالی

افسوس میر عاشق علی مخدود ما
از دو دو ماں برید و بسوئے جہاں برفت
روز چہار شنبہ ز شہاں چہارونہ
ہنگام عصر بود کہ اں پاک جاں برفت
ہفتاد و شش منازل میں تیرہ خاکدا
مردانہ طے نمودہ بعد غروشال برفت
پسندگرنال فاش جہانیاں
محبی بگو کہ عاشق علی از جہاں برفت

تاریخ انتقال ظہیر الدین احمد زین العابدین قاضی و نقی علی صاحب ہجرت کو تو الیٰ

ظہیر الدین احمد چوں ازین عالم روان
سگت خم پشت پدرا زمرگ پور نوجواں
محبی خاطر میں نوشت سال صری
بے تامل از ظہیر الدین مخدود س آشیان

تاریخ وفات شاہ حامد علی مخدوم اعظمی

برو حامد علی چو تھنہ جاں
برو در بارگاہ لم یزلی
گفت روح الامیں روزی باد
"تاج جنت بشاہ حامد علی"

۱۳۲۴

تاریخ وفات تاج النساء بیگم زوجہ محمد عبید اللہ صاحب حسانی کہ بعد از چند روز اور
انتقال کرو

یارے صبح آمد و منگام شام فوت لیکن نہ بوجے پیرائش از شام فوت
محمی شید سال سچی ہائے تاج النساء بچو شد از اسلام فوت
تاریخ وفات ہمیشہ عم زاویندہ رقیہ بیگم اولیہ دوم مولوی محمد علی صاحب
(مرقد رقیہ بیگم امیر و ابر رحمت از ورگاہ الہی)
۱۹۲۵ء

فضل از خدا شفاعت فضل از حبیب باو وز فاطمہ بیگم رقیہ قریب باو
محمی بالتماس و ما سال فوت او "گفتہ کہ اصل راحت جنت نصیب باو"
۱۳۴۲ء

تاریخ وفات برادر محمی حکیم علی محمد صاحب دوم
"مزار مولوی حکیم علی محمد فریح"
۱۳۴۶ء

بتا کجاست کسے را درین مقام فنا بتا کجاست بہر خدا و خداست بہر بقا
حکیم حاوق اوانا علی محمد بود جہاں فضل و کرم آساں ہر و وفا
چو او برفت تو گوئی برفت عیش و نشاط چو او ہر تو گوئی ہر د مجد و علا

بہ شبینہ ز شباں ہنم بوقت غروب
 ز چشم گشتہ نہاں آفتاب و دہا
 بگوئش من عظمی اللہ گفت روح القدس
 بحسن خاتمہ او ز عالم بالا
 براے سال سیھی الف بکش مجوی
 ز قول خویش کہ گنگل شد چراغ صدق و صفای

تاریخ وفات محبی میر شایق حسین خالصا سیر حسب ما بین اور شا
 نواب کاظم حسین خالصا جو م

میر شایق حسین خالصا سیر سفر آخرت گزید و برقت
 گفت کاظم برادرش تاریخ بلبلیم یک نفس کشید و برنت

تاریخ وفات مولانا مولوی احمد علی خالصا جو م سابق میر شایق گشتنری و زریہ پوری
 والد بزرگوار منج لطف

ز محرم دو منزل نہ طے شد کہ ناگہ
 پدر ز ہیرم رازمانہ سہر آمد
 چہاں رفت فارغ ز او کار عالم
 کہ تارخیش از لفظ "فارغ" برآمد
 دل سادہ من زور و تہیہ
 بشد نول و بیرون ز چشم ترا آمد

بایںح وفات لطف النساء بیگم اہلیہ سیدب (نظیام الدین نذیر جنگم)

” لطف النساء بمرود و سابر ہسم اوفتاد“

۱۳۵۶

یعنی کہ دل منسزہ برنج و ہم اوفتاد

۱۳۲۷

زیر بعیت سال ہجری فضلی بنو اجد چشم

ہر چند آل زخصہ و غم پر ہم اوفتاد

کتابہ بایںح وفات فاطمہ بیگم دختر کتیاں احمد مرحوم و اہلیہ محمدی اکبر حاد علی

(نواب حامد یار جنگ بہادر)

ختم احمد زن حاد علی

نختہ وریں جائے بصدرا است

سال فانت ہم الہام غیب

فاطمہ در بزرگہ جنت است

۱۳۲۷

ہا دم لذات محو الگ

مرگ پے عمر و کال حست است

دار جہاں باہمہش و نگا

منزل غم جائیکہ زحمت است

بایںح وفات حبیبہ بیگم دختر قطب جنگ بہادر

چشتکدہ قبر کہ جائے خوف است ورجا

” آرام کہ حبیبہ خاتون باوا“

۱۳۵۶

تاریخ وفات سردار محمد سعید

سعید رفت جہاں شد گیشم با تار یک " چراغ دودہ دل سو گوار با گل شد " ^{۱۹۲۵ء}
 بودم لہب کرسال و فاش کہ ناگہاں ^{دیگر} ہاتھ گجت " داغ سعید جہاں مکان "

تاریخ وفات نسیم فاطمہ دختر محمد علی لوی میرزا ظہیر علی صاحب کھیل ہائیکوٹ ^{۱۳۴۲ء}

وخت جوان سالہ نامم علی چوں بجاں منزلت گرفت

محمدی غمگین پے سال وفات یافت ز ہاتھ " رہ جنت گرفت " ^{۱۳۵۰ء}

تاریخ طبع دیوان جناب سید الدولہ مرحوم والی پانچگاہ آسمان جاہلی

مسمی حسین سخن

ہیں روکن و لہنوا سخن عیاں کرد بر خلق از سخن

نشید سخن تا بگرو و رسید چو روز خمد کلکش لباز سخن

بصید ہنر براں معنی وید بدشت بیاں یکہ ناز سخن

ہائے مضامین بدمشفتا چو بکشاہ پر شاہباز سخن

سخن راز پتی بیلا کشید باد ہست ناز و نیاز سخن

بلطف بیانش فرونی و داد زباں سہری کار ساز سخن

نگر و زوت بندش رہا گئے تار زلف دراز سخن

پے سال چاشم سحر و "عین سخن نر ز سخن"

۶۱۹۳۸

تاریخ وفات محمد شاہ

"ماضی سلیماں تقابلی آب"

۱۳۶۱ھ

"بیک خصلت پاکیزہ پاکیزہ"

۶۱۹۲۶

"واریں درویش زہمبا کے زمان"

۱۳۶۴ھ

متفرقات

نزل

وصال یا طلب کردن از ادب دور است
بریں گواہ کلیم و تسلی طور است
کیش قاعدہ اتا رسی بستہ زبا
سوال و عرض تمنا خلاف دستور است
کشادوبت جہانت و کف استاد
وجود آدم خاکی بساں مزدور است
کشادہ اندر بیت خرمیہ و جہاں
طلب زنت عطایش بد بخور است
بغیر سوز دل انساں نمی شود انساں
شراب تا زند جوش آب انگور است
فدائے طرفہ نکارے شوم کہ در ہمہ حال
بگشت دور زول گرچہ از نظر دور است
بدرد خویش بانسز کہ بشود رنجور
عطائے رحل گراں تر دوائے مخمور است
چرانہ آب حیات آید از نم لب یا
شفائے ماں اگر در لعاب زنبور است

نواے پند حریفان بنبر و محراب اگر ز دل نہ بر آید صدائے طنبور است
 پیام مرگ سے اندھیلوں کو رو رہا نوید زندگی تو کجی منصور است
 جہانست نڈھ زاب حسین مستیاں زمانہ شکر گزار است و سچی مشکور است
 بزور علم زمین نرم شد فلک نزدیک کنوں کو کہ زمین سخت آسماں دور است
 بنگشت گرم دل سردم از معیشت دریں شراب مگر امتزاج کا فور است
 نقال بضریت و ویرانی وطن چہ کنی ز سیل حاوشہ عالم تمام مہمور است

بی نظم سبیل و محوی نگر کرداری
 کہ فتحپور ملتفت سخن نشا پور است

در گلشن بخت تو طرب سازی باو صدیش و نشاط و سر فرازی باو
 ہر کس کہ ترا خیر سخا اہد یا ر ہموارہ پریشاں چو گل بازی باو

عہ یہ غزل مولوی ہدی علی بیل کی غزل کے نتیجے میں ایسے زمانہ میں لکھی گئی جبکہ دیوان طبع ہور ہاتھ مولوی ہدی علی بیل

ہمارے اجداد تھے اور فارسی زبان کے بڑے ماہر اور علم استاد مانے جاتے تھے۔

آنانکہ برحق تو گامے ہمارا ہند
پہر شکار عالی و اعے ہمارا ہند

اسے رہو طرقت شایہ شاد باش
برہیزیل بہر تو جامے ہمارا ہند

کتاب چست سہا ش کر می نو اب و ست
محمد خالصا براسے محراب کہ

بیاد کار مقدس در جاگیرش تعمیر کردہ ہند

براں کسے کہ بخوان زمانہ جہانت
زمین منت و پابست بندہ جانت

رسید خواجہ بجاگیر خوش خلق سرود
بیابیا کہ ترا جامے در ول جانت

اگر بیت و م را بایں طہر نویں
تاریخ تعمیر محراب ہم ظاہر می شود

پہم کشید رعایا نو اچو خواجہ رسید
بیابیا کہ ترا جامے در ول جانت

چار اوصاف بود لازم خدمت شاہ
بخت و برتائی کار اہی و دانائی

بندہ پر جز خالص نثار و ہنر
دش شاہ جوان بخت چہ میفرمائی

ہا کہ کار و دعالم سبک نظام کند
سبب حوصلہ جسکے بہر کد ام کند

بشدت کج از بہت خدیو کن
ہم محنت من سر علی امام کن

قطرہ حسب رمانش محبتی نذیر جنگ مرحوم برآ رسالہ القرآن

ہست قرآن موجب خج و فلاح گریبان از یکہ گویم خویش

پوست را بگردار عین لفظ محض مندر ابرو اریعی معینش

ساقی شراب بر دراز زخم کش در جام کن
این کمیای خاص را بر خیز ز وقت عام کن

رباعی

عالم ہمہ جسم است تو جانی ایجاں
جموعہ حسن دو جہانی ایجاں
آں خوبی خود کہ پروے عالم محو است
از صحتی خود بہر پس گردانی ایجاں

رباعی

بے آتش عشق کیہیائے نشومی
تا خود نشومی در دوائے نشومی

جایت بیان سرفرو یا بندہ
تا کشتہ وشت کر طابے نشومی

اے مرد زنی زری چه رنج است ترا
چوں پنج حواس پنج گنج است ترا

ہر بہت کہ رنجیت کلک مجموعی گہرا
گر طبع رسا نکتہ پنج است ترا

رباعی

دریا جو شید و قطرہ پیدا کر دے بیچارہ بسے بدشت و صحرا کر دے

یادش ز وطن آمد و گم شد ز میا پیوست بہ اسل باز دریا کر دے

تضمین یک مقطع حافظ حسب رماش سر جہاز ابلیغی با

کے زچہ پر عشق تو رستگار مباد مباد از تور ہائی وز نہار مباد

رہا ز حلقہ فتراک این شکار مباد خلاص حافظ از اذلف مباد مباد

کہ بستگان کند تو رستگار اند

تغافل از دو غریب بدل تو کار مباد قسار مردل میں ہر دو بقیار مباد

رہا زو ام نظر محوی نزار مباد خلاص حافظ از اذلف مباد مباد

مشنوی ۱۳۲۱

ہر کہ بجائ فوق ہر پروردو داغ الم کے بسگر پروردو

کے بسرید خسیاں شود کے زپے جمع پریشاں شود

کے سراو زحمت درد آور و کے دل گمشدہ مہر دور و

بہرشم جمع کماش بست جائے خدمت خلیا ش بست

بہر دل آرائی و رفع طلال شغل ہزار است بہر لکال

شعر و سخن

گر کند اندیشہ شعر و سخن لالہ و ماند چمن اندر چمن

چشم تامل چو بہ دیواں کند خانہ نشین سیر گلستاں کند

بقیمہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ جن میں ان کو ایک راجہ تصنیف ہارت حاصل تھی۔ بھوان کے تصوف شاعری موسیقی مصوری

خطاطی تیر اندازی چو گان بازی ٹفنگ اندازی اہمیت نجوم رمل طب اور طباطخی قابل ذکر ہیں۔ جب

سرہارا راجہ موصوف دارالہنر سامی کی خدمت سے علیحدہ ہو گئے تو یہاں کے حکام قاعدہ کے مطالبی لوگوں نے

ان کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا۔ سرہارا راجہ صحبت کے شیدائی تھے۔ تنہائی ان کے لئے عذاب تھی۔ بچی پریشان خاطر

اور رنجیدہ رہتے تھے۔ مولوی فطیر حسن تنہا نے جو سرہارا راجہ کے بچوں کو پڑھاتے تھے اور میرے قدیم دوست تھے مجھ سے

کہا کہ آجکل ہمارا راجہ تنہائی و غیرہ سے نہایت رنجیدہ اور تسردہ رہتے ہیں۔ میں نے کہا ان جیسے شخص کا جو بہت سے

علوم و فنون کے ساتھ دلچسپی اور ان میں تھوڑا بہت دل بھی ہو بیکاری اور تنہائی سے گھبرا کر ناخوش ہو کر ہے وہ اپنا تمام

خطاطی

گاہ ز نوک قلم زنگار حرف بر آرد چو گہر آبدار
دایرہ و مرکز و دایاں کشد بر خط خوباں خط بطلاں کشد

مصوری

گاہ بہ جادوگری موقلم لوح کتد روش باغ ارم
طرفہ جہانے بچہاں آورو خالق خلق است چو جا آورو

فلکیات

گاہ بہ تار نظر دور ہیں صید کند طایر گردوں نشیں
خوار گزار دگرہ خاک را سیر کین گیند افلاک را

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وقت ان علوم اور فنون کی تکمیل میں صرف کر کے نہایت خوشی اور آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں

سمجھنے کہا کہ آپ کا خیال تو بالکل صحیح ہے مگر یہ خیال آپ ہی انکو دلا سکتے ہیں۔ سنا کے کہنے اور اصرار سے یہ نظم لکھی گئی تھی۔ ہر جا

اپنی معمولی عادت کے مطابق لیا چڑا کر لکھ کر دل فرمائی۔

بنجوم

پروہ بر اندازد و آرد حیال
راز سر پر وہ مہفت آسمان
د مزر افگندگی و برتری
خاصیت ہر وہ و شتری

دل

فکر کند گریہ اصول دل
نیک بد اند شرد پیر عمل
ہر کہ درین کار بیاضت کند
از ہمہ سو کسب سعادت کند

طیابیت

میل کند گرسوی علم بدن
رنج بگبب طرف کاستن
سوہ بے زان بہ مرضیارسد
صاحب ہر وہ بہ دور مال رسد

موسیقی

گوشش نو اگیر و لب نغمہ سنج
ہر وہ پر دل حبستہ با آرام و سنج
کلفت جسم اپن بد کا عہد
در دوروں آں بہ نونہ سنج

چوگان بازی

گاہ دم از مروی و مینداں زند اسپ برانگیزند و چوگان زند
گوئے ولیسدی ز دلیراں برد صید ز سر پنج شیزاں برد

تیر و تنگ اندازی

ایں بہند تیر و کماں آورد جوہر پوشیدہ عیال آورد
عصہ کند تنگ بشیر و پنگ از قدر اندازی تیر و تنگ

طباحتی

گاہ پئے اہل ہنر خواں ہند بر سر خواں نعمت اہواں ہند
ہست کریمی ز شکم پروری بست کر گر پئے خلیگری

تصوف

گام چو در راہ طریقت زند باہمہ ناموس شریعت زند
راہ دراز است و پرازیح و خم خطرہ پالغری بہر ایک قدم
قافلہ ہارفتہ پس یکدگر یکدگر بنجو دو شوریدہ تر

کس نہ نشاں داد کجا می بود کس نہ بیاں کرد چرا می بود
 شعلہ شوقیت کہ سر میکشد قوت جذبت کہ در میکشد
 ذوق دریں مرچا ہا ہم سفر شوق دریں معرکہا رہا ہا ہر
 کلفت این آہ زراحت نزل تسکین زجر راحت نزل
 نشاء این خمکہ پائیدہ تر تلخی این جام خوش آئیدہ تر
 راہ نور وال ہم نشند بہاں عقل و خرد سو خنگاں بے زباں
 بوی ز خوننا سب جگر می ہند نالہ چو بے ساحہ سرد می ہند
 قافلہ ہا گرچہ رواں کردہ اند منزل مقصود ہنہاں کردہ اند
 کس گزردے زینہ مشکل نکرد تاہدش صاحب منزل نکرد

خطاب

غم مخور اسے خواجہ عالی گہر غم خور دیکھ کہ نثار دہنر
 تو کہ نہ علم و ہنر آمووہ از تب و تاب الم آسووہ

بزم با آسمن آفاز کن	صحبت ارباب مہر ساز کن
دور فلکن غصہ و اندیشہ را	خاص کن اصحاب مہر پیشہ را
مہر طرازال و عقیدت اسباب	نکتہ نوازاں معانی شناس
آنکہ زہر علم سخن آورند	حرف زہر نو دہن آورند
شہرہ آفاق بجال پروری	نام بر آورده بتام آوری
ہر چو از کام وہاں انگنند	قلقلہ در بزم ہمال انگنند
ہمدم این صحبت آزاد باش	شاد بخور۔ شاد تری۔ شاد باش

جان تو از بند غم آزاد باد

خان تو چوں جان تو آباد باد

سید

غلط نامہ دیوان محومی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۷	پری	بری (بہرہ ثانی)
۴	۳	گزار	گداز
"	۱۱	نوسم	زسم
۱۸	۱۰	چوں	چوں
۳۶	۷	بیا	بیار
"	۱۶	علل پوشکرا	علل شکرخا
۵۲	۲	زاید	خیزد
۵۵	۱۳	سوت	صوت
"	۱۷	اد	داد
۵۷	۸	بار	بازار
۶۱	۱۸	ضمیمہ دوا میں ہونا چاہیے عربی کا مصرعہ ہے۔	
۶۷	۱	زور	زور
۷۵	۰	-	شواہل شہر طبع ہے۔
۸۱	۲	ک	کہ
۸۲	۱۳	گ	گر
۸۶	۱	خانماز	خانخانہ
۹۲	۱۶	سجدگاہ	سجدہ گاہ
۹۳	۳	آسکانت	آسکانت
۹۶	۱۰	دارلت یار	دولت یار
۱۰۲	۱۰	نگار	نگاہ
۱۰۴	۱۱	دست	دوست
۱۱۰	۱۲	چ	چوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۳	۹	مد و جال	مد و جال
۱۱۸	۱۵	قشاق چور دیا ہے جو حسب ذیل ہے۔	قشاق چور دیا ہے جو حسب ذیل ہے۔
		عہ ہمارے قدیم دست مولوی میرزا غلام مصطفیٰ بیگ صاحب	عہ ہمارے قدیم دست مولوی میرزا غلام مصطفیٰ بیگ صاحب
		نے مندرجہ بالا کتاب میں مناشہ کیا ہے۔ اسی پر یہ خط لکھی گئی ہے۔	نے مندرجہ بالا کتاب میں مناشہ کیا ہے۔ اسی پر یہ خط لکھی گئی ہے۔
۱۲۳	۱۱	بجر بے پایاں شکستہ	بجر بے پایاں شکستہ
۱۲۴	۱۱	وزو وازی	وزو وازی
۱۲۸	۱۱	از	از
"	"	لش	لش
۱۳۰	۵	رگزر	رگزر
۱۳۱	۱	ظہور	ظہور
۱۳۳	۷	بیار	بیار
۱۳۴	۱۰	بیار	بیار
۱۶۸	۱۲	دوی	دوی
۱۶۹	۲	ارتد	ارتد
۱۷۱	۱	خرزند	خرزند
۱۷۴	۱۷	اند	اند
۱۷۵	۷	حدای	حدای
"	۵	ندادہ اند	ندادہ اند
"	"	جاویدال	جاویدال
۱۷۹	۷ انوش	خط	خط
۱۸۲	۱	گر	گر
۱۸۳	۳	بے تو	بے تو
"	۵	چرا	چرا
"	۶	در	در
"	۷	دست	دست

۱۸۳	۱۰	نشمینی	نشمینی
۱۵	۱۵	چا	چا
۱۷	۱۷	چہ	چہ

مجموعہ غزلیات مولوی عبدالکریم صاحب مالک محسود پریس چارنیار کے بھروسہ پر ان کے مطبع میں طبع کے لیے دیا گیا تھا۔ مولوی صاحب موصوف جس قدر اچھے آدمی ہیں اسی قدر ان کے مطبع کا انتظام خراب ہے اس مجموعہ کی اکثر کاپیاں اور پروٹیفیر میرے پاس بھیجے اور بغیر میرے معائنہ کے چھاپی گئی ہیں اس وجہ سے بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ برخلاف اس کے متفرقات کا جزو سجاو پریس کوٹہ عالیجاہ میں طبع ہوا ہے۔ مالک مطبع مولوی برہان الدین صاحب کی توجہ اور ستمی کی بدولت اس میں بہت کم غلطیاں ہوئی ہیں اور اسکی طباعت محمڈ پریس کی بے انتہا خراب اور تباہ طباعت سے بدرجہا بہتر ہے۔

ویساچہ

۳	۱۰	پیاروں	پیاروں
۶	۳	متروک	متروک
متفرقات ضمیر و لوان			
۲۲	۳	زبان	زبان
۷	۷	صرف	صرف
۲۸	۱۸	دو	دو
۲۶	۱۳	تائیر	تائیر
۳۳	۱	بود	بود
۳۵	۸	بہ	بہ
۲۲	۵	جائے	جائے

پیاروں
دای - حاجی فتح اللہ
مفتون یزدی -

صحیح	مغلط	مسطر	مستطوع
راہ گفتم مکان گفتم با سطریب	راہ گفتم مکان گفتم از سطریب	۵ ۶ ۷ ۸	۵۶ ۶۹ ۷۲ ۷۳
۱۵۵-۱۹۱=۱۳۶ حاذق و درانا	۱۵۵، ۱۹۱ حاذق و درانا	۵ ۱۲	۷۴ ۷۸
زیر بیت	زیر بیت	۳	۸۰

سید سید